2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 شعبہ زراعت کی کارکردگی

جدول 2.1: چار اہم فصلوں کی قدر اضافی کا تخمینہ

	حقیقی قدر اضافی (ارب روپے)		
	م س07ء	م س08ء	فیصد نمو
چاول	55.6	56.8	2.2
کپاس	93.8	84.8	-9.7
گنا	44.5	50.6	13.9
خریف کا ذیلی میزان	193.9	192.2	-0.9
گندم کی مفروضہ فصل	م س08ء میں قدر اضافی		چار اہم فصلوں
(ملین ٹن)	گندم	اہم فصلیں	کی نمو
22	147.5	339.7	-3.3
23	154.2	346.4	-1.4
24	160.9	353.1	0.5

حالیہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں مالی سال 2008ء میں اہم فصلوں کی مجموعی قدر اضافی میں کمی کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ یہ امید کی جارہی تھی کہ گندم کی فصل سالانہ ہدف کو پورا کرنے کے قریب ہی آجائے تو خریف کی مایوس کن فصل کی خاصی حد تک تلافی ہوجائے گی، تاہم اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس سال گندم کی پیداوار بھی ہدف سے خاصی کم رہ سکتی ہے۔ اگر یہ اطلاعات درست ثابت ہوجاتی ہیں تو گنے کی ریکارڈ عمدہ فصل ہونے کے باوجود اہم فصلوں کی طرف سے قدر اضافی مالی سال 2008ء میں منفی رہے گی (دیکھئے **جدول 2.1**)۔ گلہ بانی اور چھوٹی فصلوں کی عمدہ کارکردگی کی بنیاد پر حقیقی پیداوار کا شعبہ بحیثیت مجموعی اگرچہ مثبت نمو کا باعث بن سکتا ہے تاہم اہم فصلوں کی مایوس کن صورتحال کی وجہ سے سالانہ نمو ہدف سے خاصی کم رہے گی۔

اہم نقد آور فصلوں کی مایوس کن صورتحال پاکستان کے لیے بالخصوص پریشان کن ہے۔ پریشانی یہ ہے کہ ہم چاول، گندم اور دیگر زرعی اجناس کی ریکارڈ سطح پر پہنچی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پاکستان ان جیسی اجناس کو بہت کم خرچ سے پیدا کرنے کے قابل ہے چنانچہ اگر اس کی پیداواری نمو اور ماحصل مستحکم رہتا تو اجناس کی بین الاقوامی صورتحال کا خاصا فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔

اجناس کی قیمتیں مستحکم رہنے کا امکان ہے چنانچہ کاشتکاروں کے لیے ایسی معاون پالیسیاں بنانے کی ضرورت ہے کہ وہ مستقبل میں پیداواری صلاحیت کو نمایاں طور پر بڑھا سکیں۔ جن پہلوؤں پر پالیسی اقدامات درکار ہیں ان میں نرخوں کے فوائد کی منتقلی (فیوچر مارکیٹوں کا قیام)، خطرات کا ازالہ (فصلوں کا بیمہ، ذخیرے کی سہولیات)، زرعی شعبے کے انفرا اسٹرکچر (پانی کا انتظام، بجلی، کھیت تا منڈی سڑکیں وغیرہ) اور قدر اضافی کے سلسلے میں (مثلاً پروسیسنگ کے ذریعے) مزید سرمایہ کاری شامل ہے۔

زرعی اجناس کی پیداوار میں اضافے سے نہ صرف کاشتکار کی آمدنی بڑھے گی اور (بالخصوص بے زمین ہاریوں کی) غربت میں کمی آئے گی بلکہ ملک کے جاری حسابات کے خسارے کو (درآمدات کم کرکے اور برآمدات بڑھا کر) گھٹانے میں بھی مدد ملے گی، اس کے علاوہ ملکی گرانی پر بھی قابو پایا جاسکے گا۔

جدول2.2: اہم فصلوں کی کارکردگی

فصل	مالی سال2006ء	مالی سال2007ء ہ	مالی سال2007ء ع	مالی سال2008ء ہ	مالی سال2008ء ت	مالی سال07ء کی نسبت 2008ء میں % تبدیلی
زیر کاشت رقبہ (000 ہیکٹر)						
کپاس	3,100	3,072	3,248	3,250	3,055	-5.9
گنا	907	1,005	1,029	1,040	1,147	11.5
چاول	2,621	2,575	2,581	2,594	2,515	-2.6
گندم	8,448	8,459	8,578	8,578	8410	-2.0
چنا	1,029	1,051	1,074	1,120	-	-
مکئی	1,042	1,001	1,038	1,001	1,055	1.6
پیداوار (000 ٹن، کپاس 000 گانٹھوں میں، فی گانٹھ 170.09 کلوگرام)						
کپاس	13,019	13,820	12,856	14,140	11,655	-9.3
گنا	44,651	50,500	54,871	55,871	62,300	13.5
چاول	5,547	5,693	5,439	5,721	5,559	2.2
گندم	21,277	22,000	23,295	24,045	-	-
چنا	536	707	848	707	-	-
مکئی	3,110	3,279	2,907	3,221	3,248	11.7
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)						
کپاس	714	724	720	740	649	-9.9
گنا	49,229	50,249	53,325	53,722	54316	1.9
چاول	2,116	2,211	2,107	2,205	2210	4.9
گندم	2,519	2,601	2,716	2,803	-	-
چنا	521	673	790	631	-	-
مکئی	2,985	3,276	2,801	3,218	3079	9.9

ع : عبوری، ہ : ہدف ت : تخمینہ ماخذ: وزارت خوراک، زراعت وگلہ بانی

2.1.1 فصلیں

گندم

گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے متعدد اسباب ہیں: مالی سال2008ء میں بوائی کے وقت گندم کی روایتی سرکاری قیمت کی عدم موجودگی، مصنوعی کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، گنے کی کچل کاری میں تاخیر اور کپاس کی چنائی میں زیادہ وقت لگنا (دیکھیے **جدول 2.2**)۔ بوائی کے وقت کاشتکاروں کو دستیاب پانی میں کمی آنے کا بھی خدشہ تھا جس نے انہیں گندم کے لیے زیادہ رقبہ زیرِ کاشت لانے سے روکا (دیکھیے **شکل 2.1**)۔ گندم کی فصل کو ابتدائی مراحل میں سرد موسم اور سرمائی بارشوں سے فائدہ ہوا، تاہم کھاد بالخصوص ڈی اے پی کی نہایت بلند قیمتوں کی وجہ سے پیداوار میں بہتری نہ لائی جاسکی۔ علاوہ ازیں بعض علاقوں میں اوائل اپریل2008ء کے دوران بارشوں اور شدید ژالہ باری نے گندم کی فصل کو جزوی حد تک تباہ کردیا۔ کاشتکار تنظیموں اور سرکاری اداروں کا اندازہ ہے کہ گذشتہ مالی سال کے 23.3 ملین ٹن کے مقابلے میں مالی سال2008ء کے دوران تقریباً 21.8 ملین ٹن گندم پیدا ہوگی۔

یہ صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ترغیبات اور منڈی کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں اور انفرااسٹرکچر کو ترقی دی جائے تاکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو اور ضیاع کم ہو۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معاون پالیسیاں اور سازگار ماحول پیداواری صلاحیت پر مثبت اثر مرتب کرتا ہے (دیکھئے باکس 2.1)۔ مثال کے طور پر ماضی میں گندم کی بوائی سے پہلے اگر سرکاری قیمت میں اضافے کا اعلان کیا گیا تو کسانوں نے گندم کا زیر کاشت رقبہ ہمیشہ بڑھادیا (دیکھئے شکل 2.2)۔ منڈی کی بنیاد پر حل بھی متعارف کرائے جا سکتے ہیں جن میں فصل کے قبل از کٹائی سودے (forward markets)، فصل کا بیمہ اور کنٹریکٹ کے نفاذ کا طریقہ شامل ہے۔ تب منڈی اس قابل ہو سکے گی کہ ملکی اور بین الاقوامی عوامل کی تمام معلومات کو اپنے اندر سمو کر قیمت کا توازن پیدا کرے۔ چنانچہ بوائی کے موقع پر کاشتکاروں کو قیمت کا نشانیہ معلوم ہونا چاہیے۔ جبکہ منڈیوں کے کام کو سہولت دینے میں، نیز گندم کی بروقت منتقلی کے لیے مطلوبہ انفرا اسٹرکچر فراہم کرنے اور کٹائی کے بعد ضیاع کو روکنے میں حکومت کو معاون کردار ادا کرنا چاہیے۔[1] مثال کے طور پر گندم کی مجموعی پیداوار کا تقریباً 10 فیصد ضائع ہو جاتا ہے (دیکھئے باکس 2.2)۔

شکل 2.1: زیر کاشت گندم کا رقبہ اور پانی کی دستیابی

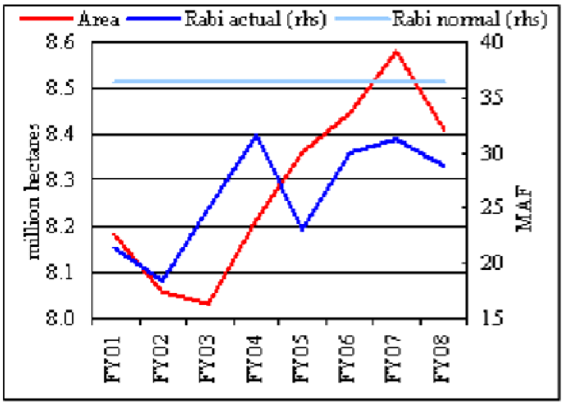

شکل 2.2: گندم کی قیمت خرید اور رقبہ

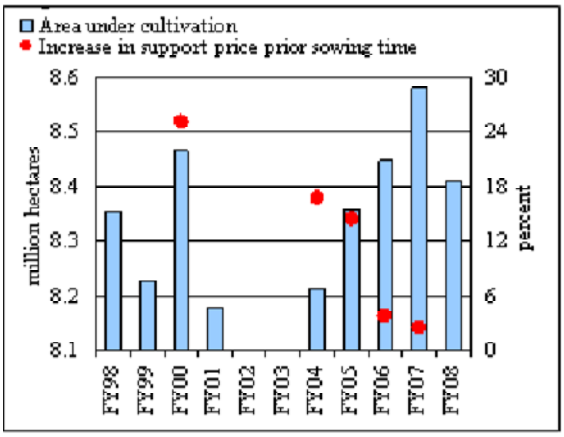

دیگر فصلیں

مالی سال 2008ء کے دوران مکئی کی فصل میں 11.7 فیصد اضافے کا بنیادی سبب یافت کا بڑھنا تھا۔ اسی طرح مونگ کی دال کی پیداوار بھی 10.9 فیصد زائد رہی حالانکہ اس کا زیر کاشت رقبہ ہدف سے کم رہا تھا۔ گندم اور دیگر فصلوں کے لیے تو شدید سرمائی بارشیں اور سرد موسم مددگار ثابت ہوا تاہم چنے اور سورج مکھی کی فصلوں کو ان کے ابتدائی مرحلے میں پالے اور بارش نے بری طرح متاثر کیا۔

[1] شمشیر خان (مئی 2007ء) مقالے کے لیے رجوع کریں: http://reliefweb.int

باکس 2.1: پالیسی کے طویل المیعاد زرعی نمو پر اثرات کے بارے میں مقالہ[2]

پاکستان اور بھارت میں طویل المیعاد زرعی نمو اور زرعی پالیسی پر ایک جامع اسٹڈی کی گئی ہے جس میں ان دونوں خطّوں (پاکستان اور بھارت) کی 1900ء اور 2000ء کے درمیان زراعت کی کارکردگی کا جائزہ لے کر بتایا گیا ہے کہ اس کارکردگی کا تعلق سیاسی اداروں اور زرعی پالیسیوں میں آنے والی تبدیلیوں سے ہے۔ اسٹڈی میں زرعی پیداوار میں آنے والی نمو کے ریکارڈز اور فصلوں کے اشاریوں میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اداروں کی سطح پر ہونے والی تبدیلیاں اس خطّے میں زرعی نمو پر نمایاں اثرات ڈالتی ہیں۔ اسٹڈی سے پتہ چلتا ہے کہ کسان طبقے نے ان تبدیلیوں کو قبول کیا ہے، وہ اگائی جانے والی مختلف فصلوں میں ردو بدل لائے ہیں اور پیداوار میں کارفرما ٹیکنالوجی کو استعمال کیا ہے۔ منڈی کے حالات میں آنے والی تبدیلیوں کو کاشت کاروں نے بھی قبول کیا ہے اور انہوں نے نہ صرف زیادہ پیداوار دینے والی نئی ٹیکنالوجی کو اپنایا ہے بلکہ زیادہ قدر و قیمت والی فصلوں کے لیے اپنی زیادہ زمین مختص بھی کی ہے۔ یہ اسٹڈی بتاتی ہے کہ ان ملکوں میں زراعت میں آزادکاری، تقسیم اختیارات اور نجکاری کی پالیسیوں سے فصلوں کے اُس ادل بدل کی اہمیت بڑھ گئی ہے جو زمین کی مجموعی زرخیزی میں اضافے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسٹڈی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نوآبادیاتی نظام سے آزادی کے بعد کے عرصے میں جب اس شعبے میں حکومت کی طرف سے معقول سرمایہ کاری کی گئی تب ہی پائیدار نمو حاصل کی جاسکی۔ جب دیگر شعبوں میں نئے مواقع سامنے آئے تو ان کے پیش نظر حکومت نے سرمایہ کاری میں کمی کردی، مزید یہ کہ اس رہی سہی سرمایہ کاری سے مؤثر فائدہ اٹھانے کی حکمت عملی بھی طے نہ کی گئی جس سے خدشہ ہے کہ 1990ء کی دہائی کے دوران آنے والی گرم بازاری (boom) زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہ سکے گی۔ زرعی پیداوار بڑھانے میں مددگار انفرااسٹرکچر اور اس کے نتیجے میں دیہی علاقوں کی غربت کم کرنے کی اہمیت سب پر ظاہر ہے (ہایامی 2003ء)۔ حکومت کے، اس طرح کی سرمایہ کاری کی تہہ میں کارفرما مثبت عزائم پر نظر ڈالی جائے تو عالمگیریت اور تجارتی آزاد روی کے موجودہ تناظر میں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

باکس 2.2: فصل کا بعد از کٹائی ہونے والا ضیاع

فصل کی کٹائی کے بعد اس کی مناسب دیکھ بھال نہ کی جائے تو فصل کی نہ صرف مقدار اور معیار کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ صارفین کے لیے اس کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ فصل کے اس ضیاع سے کاشت کاروں، پراسیس کے عمل میں شریک افراد اور تاجروں کے نفع میں کمی کے ساتھ ساتھ ملک کو بھی زرمبادلہ ضائع ہونے کی صورت میں نقصان ہوتا ہے۔ اربوں روپے کے اس نقصان سے بچنا ممکن ہے اور اس سے بچنے کی صورت میں خوراک کی کافی مقدار کو سپلائی میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اناج، تازہ پھلوں اور سبزیوں کے بعد از کٹائی نقصان کا سبب بدانتظامی اور فصلوں کی متعدی بیماریاں ہیں۔ یہ اسباب اجناس، پیداواری علاقے اور موسم کے لحاظ سے مختلف اثر دکھاتے ہیں۔ معیار اور مقدار دونوں کے لحاظ سے اس نقصان کے بنیادی اسباب میں ضرورت سے زائد یا ناکافی گرمی یا سردی، ماحولیاتی گیسوں (مثلاً آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائڈ اور نمی) کا غیر متناسب امتزاج، خراب غذائی اجزا (nutrients) اور ذخیرے اور نقل و حمل کی ناکافی سہولتوں کا ہونا شامل ہے۔ اس کے علاوہ ضیاع کا سبب میکانیکی بھی ہوسکتا ہے (جیسے دب کر گل جانا، کٹنا، گنجائش سے زیادہ ٹھونسنا یا کٹاؤ)۔ یہ عوامل بیماری کے جرثوموں کا نتیجہ نہیں ہوتے، تاہم یہ عوامل خصوصاً تازہ پھلوں کی قدرتی دفاعی صلاحیت کو اکثر کمزور کردیتے ہیں اور انہیں جرثوموں سے پھیلنے والی حیاتی بیماریوں کے لیے نرم چارہ بنادیتے ہیں۔

غذائی اناج کے ضیاع کا دنیا بھر میں اوسطاً اندازہ 5 فیصد لگایا گیا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں یہ اوسط عموماً ایک فیصد ہوتی ہے جبکہ ترقی پذیر ملکوں میں یہ اوسط 10 سے 30 فیصد بتائی جاتی ہے۔ تاہم تازہ پھلوں اور سبزیوں کے معاملے میں بعد از کٹائی ضیاع نسبتاً بہت زیادہ یعنی 30 سے 35 فیصد تک ہوتا ہے اور اس ضیاع میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ممالک میں زیادہ فرق نہیں ہے[3] (دیکھئے **جدول 2.2.1**)۔

پاکستان میں سالانہ 4 13.67 ملین ٹن پھل اور سبزیاں[4] پیدا ہوتی ہیں، ان میں سے اندازاً 35 سے 40 فیصد ضائع ہوجاتی ہیں۔ یہ ضیاع بعض صورتوں میں بہت کم ہے جیسے بادام اور اخروٹ دونوں میں 6 فیصد، اور بعض میں بہت زیادہ جیسے چیری، شہتوت اور خوبانی[5] میں 50 فیصد سے بھی زیادہ۔ پاکستان کے برآمداتی پھلوں کا 4 فیصد حصہ عالمی اوسط قیمت کے مقابلے میں 41 فیصد کم قیمت وصول کرپاتا ہے جس کا سبب بعد از کٹائی غیر معیاری دیکھ بھال اور انتظام ہے۔ تازہ پھلوں اور سبزیوں کا بھارت میں ہونے والا ضیاع 40 فیصد ہے، تاہم امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں یہ ضیاع 25 فیصد سے زائد نہیں ہے (بشمول اس ضیاع کے جو خریدار کرتا ہے۔)۔[6]

---

[2] تاکاشی کوروساکی: (دسمبر 2003ء)، مقالے کے لیے رجوع کریں:
www.gdnet.org/pdf2/gdn_library/annual_conferences/fifth_annual_conference/kurosaki_paper.pdf

[3] http://postharvest.ucdavis.edu/datastorefiles/234-528.pdf

[4] http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2008\03\18\story_18-3-2008_pg5_8

[5] http://www.apo-tokyo.org/00e-books/AG-18_PostHarvest/AG-18_PostHarvest.pdf

[6] http://postharvest.ucdavis.edu/datastorefiles/234-528.pdf

پاکستان کے غذائی اناج کی پیداوار میں بعداز کٹائی ضیاع کا اوسط 8اور 12 فیصد کے درمیان ہے، گندم کا ضیاع 10 فیصد اور چاول کا 15 فیصد ہے۔ غذائی اناج کو بعداز کٹائی ضائع کرنے کے بڑے ذمہ دار حشرات اور مائٹ (mites) ہیں جو 40 سے 70 فیصد ضیاع کا سبب بنتے ہیں، نقصان کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کس قسم کا اناج ذخیرہ کیا گیا ہے اور کون سا کیڑا اسے نقصان پہنچا رہا ہے۔ دیگر بڑی فصلیں جیسے کپاس اور گنا بھی بعداز کٹائی نمایاں ضیاع کا نشانہ بنتی ہیں۔ پکڑی جانے والی 10 سے 15 فیصد مچھلیاں سمندر سے واپسی کے سفر کی طوالت اور کشتی میں مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہوجاتی ہیں (اس میں وہ تعداد شامل نہیں ہے جو دوبارہ سمندر میں پھینک دی جاتی ہے)۔[7]

ہر طرح کے ضیاع کو یکسر ختم کرکے صفر درجے پر لانا عملاً ممکن ہے نہ یہ کوئی سستا سودا ہے، تاہم لاگت اور فائدے (سرمایہ کاری کے بدلے نفع) کے تجزیے کی بنیاد پر، ہر جنس کے پیداواری رقبے اور موسم کے لحاظ سے اس کے ضیاع کی قابلِ قبول حد معلوم کی جاسکتی ہے تاکہ غذا کی شدید قلت کے اس دور میں غذائی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔

جدول 2.2.1: اناج اور تیل کے بیجوں اور نباتاتی فصلوں کا موازنہ

اناج اور تیل کے بیج	نباتاتی فصلیں
دنیا بھر میں بعداز کٹائی ضیاع 5فیصد	دنیا بھر میں بعداز کٹائی ضیاع 30 سے35فیصد
ضیاع کی تفصیل	ضیاع کی تفصیل
☆ ترقی پذیر ممالک 10 سے 20فیصد	☆ ترقی پذیر ممالک 15 سے 50فیصد
☆ پاکستان 8 سے 12فیصد	☆ پاکستان 35 سے 40فیصد
☆ بھارت 10 سے 15فیصد	☆ بھارت 30 سے 40فیصد
☆ امریکہ ایک سے 2 فیصد	☆ امریکہ 20 سے 23 فیصد
یہ تھوڑی نمی والے اجزا ہیں، نمی کا تناسب عموماً 10 سے 20فیصد	یہ زیادہ نمی والے اجزا ہیں، نمی کا تناسب عموماً 70 سے 90فیصد
حجم میں چھوٹے ہوتے ہیں، عموماً ایک گرام سے کم	حجم میں بڑے ہوتے ہیں، عموماً 5اونس سے 5 کلوگرام تک
آکسیجن کا پھیلاؤ (respiration) اور حرارت کی پیدائش بہت کم	آکسیجن کا پھیلاؤ زیادہ یا بہت زیادہ ہوتا ہے
حرارت کی پیدائش خشک دانے میں عموماً0.05 میگا جول فی ٹن یومیہ	حرارت کی پیدائش صفر درجہ سینٹی گریڈ پر عموماً0.5 سے 10 میگا جول فی ٹن یومیہ سے 20 درجہ سینٹی گریڈ پر 5 سے 70 میگا جول فی ٹن یومیہ
ساخت میں سختی پائی جاتی ہے	ساخت میں نرمی، بآسانی خراب ہوسکتا ہے
ایک سال سے کئی سال تک محفوظ ذخیرہ کیا جاسکتا ہے	چند دن سے کئی ماہ تک محفوظ ذخیرہ کیا جاسکتا ہے
عموماً پھپھوندی، کیڑے اور چوہے ضیاع کا باعث بنتے ہیں	سڑنے کا عمل (بیکٹیریا، فنجائی) اور وقت کا گزرنا عموماً ضیاع کا باعث بنتے ہیں

موصولہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 2008ء کے دوران زیادہ تر سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا چنانچہ چھوٹی فصلوں کی نمو مستحکم رہنے کا امکان ہے۔

2.1.2 پانی کی دستیابی

رواں مالی سال کی ربیع کی فصل میں پانی کی قلت رہی تھی جو مالی سال 2009ء کی خریف میں بھی جاری رہنے کا امکان ہے[8] (دیکھئے جدول 2.3)۔[9] ربیع کے اختتام پذیر موسم سے بچ جانے والا خریف 2008ء کے لیے دستیاب پانی یکم اپریل 2008ء کو تربیلا، منگلا اور چشمہ پر محض 0.013 ملین ایکڑ فٹ تھا۔ اس کے برخلاف گذشتہ برس خریف کی فصل کے آغاز پر دستیاب پانی کی مقدار 1.5 ملین ایکڑ فٹ تھی۔ پانی کی اس

7 http://www.nio.org/past_events/fisheries/session_II.jsp

8 یکم اپریل 2008ء تا 30 ستمبر 2008ء۔

9 بوائی خریف کے پہلے حصے میں کی جاتی ہے جو یکم اپریل کو شروع ہوکر 10 جون تک رہتا ہے۔

قلت سے خریف کی دو بڑی فصلوں چاول اور کپاس کی بوائی میں رکاوٹ پڑنے کا اندیشہ ہے۔

انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) نے اندازہ لگایا ہے کہ مالی سال2009ء کی خریف کے پہلے مرحلے کے لیے دستیاب پانی میں 7.0 فیصد کمی آئے گی، پنجاب کے لیے دستیاب پانی کی یومیہ اوسط کم از کم 5100 کیوسک اور سندھ کے لیے 3500 کیوسک ہوگی۔ عین موقع پر پانی کی قلت بوائی میں تاخیر کا سبب بن سکتی ہے جس سے زیرکاشت رقبے کا ہدف پورا کرنے میں ناکامی ہوسکتی ہے۔ واضح رہے کہ تاخیر سے بوائی کا نتیجہ کم پیداوار کی صورت میں نکلتا ہے۔

جدول2.3: پانی کی دستیابی

ملین ایکڑفٹ (م اف)

صوبہ	خریف م س08ء متوقع	خریف م س08ء اصل	خریف م س09ء متوقع
پنجاب	36.9	37.7	35.8
سندھ	33.6	30.3	32.7
بلوچستان	2.5	1.7	2.5
سرحد	0.8	1.1	0.8
مجموعی	73.9	70.8	71.9
خالص (سرحد و بلوچستان کو نکال کر)	67.2	65.7	64.7

ماخذ: ارسا

باکس2.3: پاکستان میں پانی کے مختلف منصوبے

پاکستان اسلام آباد کے نزدیک پوٹھوہار پلیٹو میں کثیر المقاصد کئی ڈیم، آبپاشی کی نہریں اور پینے کے پانی کی فراہمی کا نظام تیار کرے گا جس کے لیے 75 ملین ڈالر کا قرضہ ایشیائی ترقیاتی بینک کا ہوگا۔ اس منصوبے سے ساڑھے گیارہ ہزار ہیکٹر زرعی رقبے کو پانی ملے گا جس سے تقریباً 22 ہزار کاشتکار گھرانوں کا معیار زندگی بہتر ہوگا۔ قبل ازیں مذکورہ رقبہ بارشوں پر انحصار کیا کرتا تھا جو بے قاعدگی سے ہونے کے باعث ناقابل بھروسہ ہیں۔ منصوبے کا ایک اضافی فائدہ یہ ہے کہ مزید 10 ہزار ہیکٹر رقبے پر نہروں کے موجودہ نظام میں بہتری آئے گی۔ یہ منصوبہ پنجاب کے اضلاع اٹک، راولپنڈی، جہلم، اور چکوال کے چھوٹے قصبات اور دیہی علاقوں کی گھریلو ضروریات کے لیے اضافی پانی بھی مہیا کرے گا۔

ایشیائی ترقیاتی بینک کے دیہی ترقی کے ماہرین کا خیال ہے کہ بارانی علاقوں میں کاشتکاری سے عموماً پیداوار کم ہوتی ہے اور خطرات زیادہ کیونکہ خشک سالی فصلوں کو اجاڑ دیتی ہے، اس صورتحال سے نکلنے کے لیے پانی کے یقینی وسائل کی دستیابی لازمی ہے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں گزر اوقات کا قدیم طریقہ کاشتکاری ہے تاہم بارانی علاقوں کی فصلوں کی یافت، دریاؤں کے پانی پر انحصار کرنے والے علاقوں کی نسبت نصف سے بھی کم ہے۔ بارانی علاقوں کی موسم سرما کی روایتی فصلیں گندم اور چنا، اور بارش کافی ہونے کی صورت میں موسم گرما کی فصلیں جوار، باجرہ، مونگ پھلی یا مکئی ہیں۔

منصوبے کی تکمیل سے کاشتکاروں کو پانی کی قابل بھروسہ فراہمی ملے گی جس سے فصلوں اور گلہ بانی کی پیداواری صلاحیت میں اور نتیجتاً ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ آبادی کو پینے کا مزید صاف پانی پہلے سے زیادہ ملے گا جس سے بیماریاں کم ہوں گی اور گندے پانی سے پھیلنے والے امراض سے ہونے والی اموات میں بھی کمی آئے گی۔ پوٹھوہار پلیٹو کے علاقے میں ڈیموں کی تعمیر کا سلسلہ 1960ء کی دہائی میں شروع ہوا تھا، تاہم وہ اتنے مفید نہ رہے جتنی توقع کی جارہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈیموں کی تیاری میں مقامی کمیونٹی نے شاذونادر تعاون کیا تھا، بارانی زراعت سے آب پاش زراعت کی طرف آنے کے لیے کاشتکاروں کو جو مالی یا تیکنیکی مدد درکار تھی وہ انہیں نہیں دی گئی تھی، اور زائد پانی کے بہاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا جس کے نتیجے میں آبی ذخائر میں گاد جمنے کا عمل بہت تیز ہوگیا جس نے ان ذخائر کو ناکارہ کردیا۔

نئے منصوبے کی تیاری میں مجموعی صورتحال اور تمام متعلقہ پہلوؤں کو سامنے رکھا گیا ہے۔ اس میں ذخائر کے بالائی علاقے میں پانی کے اخراج کے انتظام کے ساتھ ساتھ ذیلی نہری علاقے کی ترقی پر نظر رکھنا بھی شامل ہے۔ مقامی آبادیوں کو بھی اس عمل میں شریک رکھا گیا ہے تاکہ آبی ذخائر کی ضرورت کا احساس انہیں متحرک رکھے۔ قرضے کے مجموعی پیکیج میں سے 20 ملین ڈالر رعایتی قرضہ ہوگا اور اس کی شرح سود کم ہوگی، جبکہ بقیہ 55 ملین ڈالر ایشیائی بینک کے لائبور (Libor) کی بنیاد پر قرضہ سہولت کے تحت عام سرمایہ وسائل سے دیے جائیں گے۔

اگلی خریف کے دوسرے مرحلے (10 جون تا 30 ستمبر) کے دوران پانی کی دستیابی کے لیے دو باتوں پر انحصار کرنا پڑے گا، بڑی حد تک بارانی علاقوں (catchment area) میں مون سون کی بارشوں پر، اور دوسرے گلیشیر والی پٹی میں برف پگھلانے میں مددگار بلند درجہ حرارت پر۔ خریف کے پورے سیزن کے لیے پانی کی کمی کا اندازہ لگایا گیا ہے، یہ کمی سیزن کی معمول کی ضروریات کے لحاظ سے 3.7 فیصد اور خریف کے پچھلے

سیزن میں دستیاب پانی کے لحاظ سے 1.6 فیصد ہے۔

نہری پانی کی دستیابی کے بارے میں تو درست پیش گوئی کی جا سکتی ہے تاہم بارانی علاقوں میں پانی کی دستیابی کا انحصار کلی طور پر بارشوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے بہت سی فصلوں کی پیداوار بھی بارانی علاقوں میں ہونے والی بارش کے حجم اور اوقات پر منحصر ہوتی ہے۔ اسلام آباد کے قریب سطح مرتفع پوٹھوہار میں آبپاشی کے نظام اور پینے کے پانی کی سہولتوں کو بہتر بنانے کی غرض سے ایشیائی ترقیاتی بینک نے قرضے کی پیشکش کی ہے (دیکھئے باکس 2.3)۔

جدول 2.4: کھاد کا استعمال (جولائی تا مارچ)

نمو (فیصد)	م س 06ء	م س 07ء	م س 08ء
یوریا	6.1	-15.5	22.1
ڈی اے پی	3.8	13.8	-25.0
مجموعی	**5.6**	**-9.1**	**9.2**
		نمو (فیصد)	
پہلی سہ ماہی	0.4	-24.2	27.3
دوسری سہ ماہی	2.0	17.6	-13.9
تیسری سہ ماہی	18.6	-23.4	41.1

شکل 2.3: ڈی اے پی کی قیمتیں اور استعمال

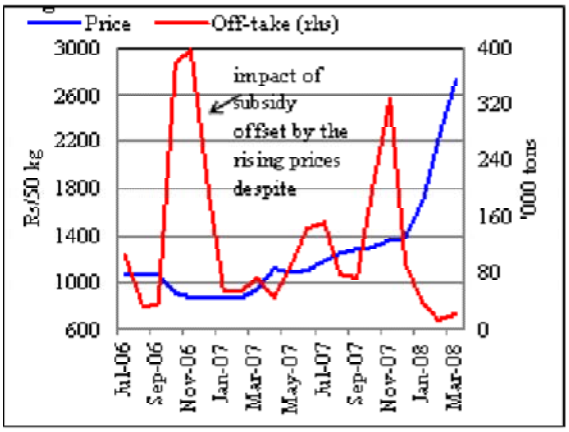

2.1.3 کھاد کا استعمال

جولائی تا مارچ مالی سال 2008ء کے دوران مصنوعی کھاد کے زیادہ استعمال (دیکھئے جدول 2.4) کا واحد سبب یوریا کی طلب میں غیر معمولی اضافہ تھا جس نے اس عرصے کے دوران ڈی اے پی کے استعمال میں آنے والی کمی کی نمایاں حد تک تلافی کر دی۔ depressed base کے ساتھ ساتھ ڈی اے پی (جس کی بین الاقوامی قیمتیں تیزی سے بڑھ گئیں) کے متبادل کی وجہ سے یوریا کے استعمال میں مستحکم نمو ہوئی۔

ڈی اے پی کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تقریباً 70 فیصد ڈی اے پی درآمد کی جاتی ہے، چنانچہ ڈی اے پی کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا اثر ملکی نرخوں پر بھی پڑا۔ جولائی تا مارچ م س 07ء کے دوران ڈی اے پی کے استعمال میں 13.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 2008ء کے اسی عرصے میں اس کا استعمال 25 فیصد کم ہو گیا۔ ڈی اے پی کی قیمت کے اثرات مالی سال 2008ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہیوں میں زیادہ نمایاں ہیں جب یہ قیمتیں تیزی سے بڑھیں اور ڈی اے پی کے استعمال میں کمی نمایاں ہو کر سامنے آئی (دیکھئے **شکل 2.3**)۔

باکس 2.4: مصنوعی کھاد کی قیمتیں

مصنوعی کھاد کی قیمتیں دنیا بھر میں بڑھ رہی ہیں اور پیداوار میں اور کاشتکاروں کی آمدنی میں کمی کا سبب بن رہی ہیں۔ مصنوعی کھاد کی بین الاقوامی قیمتیں 2004ء سے 2006ء تک مسلسل بڑھتی رہیں۔ مارچ 2008ء میں یوریا کی قیمتیں جولائی 2007ء کے مقابلے میں 41 فیصد بڑھ گئیں۔ 2007ء کے آغاز سے یوریا کی قیمت بڑھنے کا جو رجحان پیدا ہوا تھا وہ صرف دسمبر تا فروری مالی سال 2008ء کے عرصے میں عارضی طور پر معکوس ہوا، تاہم اس کے بعد اضافے کا سلسلہ پھر چل پڑا۔ جنوری 2007ء اور مارچ 2008ء کے درمیان ڈی اے پی کی قیمتوں میں 140 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا (دیکھئے **شکل 2.4.1**)، اس کی اہم وجہ اس کے بنیادی خام اجزا یعنی فاسفورک ایسڈ اور فاسفیٹ چٹان (rock) کی قیمتوں میں اضافہ تھا۔

شکل 2.4.1: ڈی اے پی اور یوریا کے عالمی نرخوں میں تبدیلی

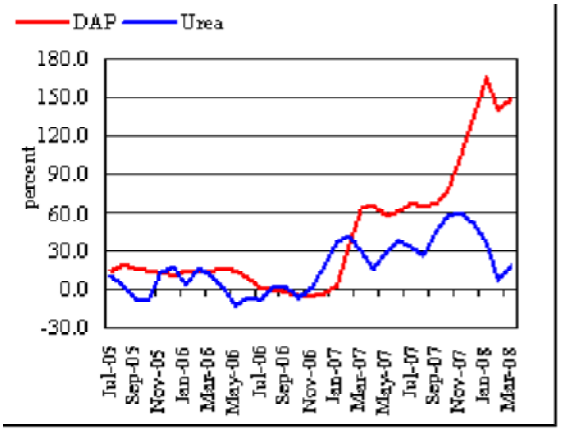

مصنوعی کھاد کی قیمتوں میں زبردست اضافے کے بنیادی اسباب یہ ہیں: (1) بایو فیول بنانے والی فصلوں کی یافت بڑھانے کے لیے زیادہ مصنوعی کھاد استعمال کی گئیں اور مصنوعی کھاد کی پیداوار بڑھانے کے لیے اس صنعت نے زیادہ ایندھن استعمال کیا، (2) اضافی زمین کو زیرِ کاشت لایا گیا، (3) بار برداری کے اخراجات میں اضافہ، (4) بیمہ کی شرحوں میں اضافہ، (5) گیس/بجلی کے نرخوں میں اضافہ (مصنوعی کھاد میں بجلی کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے)، (6) چین، بھارت، برازیل اور دیگر ابھرتی ہوئی اقتصادی طاقتوں میں فی کس آمدنی کا بڑھنا، جس کے نتیجے میں اناج پر پلنے والے مویشیوں کے گوشت اور ڈیری مصنوعات کی مستحکم ہوتی ہوئی طلب، اور (7) آبادی میں اضافہ (دنیا کی آبادی میں سالانہ 70 ملین نفوس کا اضافہ ہوجاتا ہے)۔

ایف اے او[10] نے اندازہ لگایا ہے کہ 2012ء تک مصنوعی کھاد کی عالمی کھپت اور رسد میں بالترتیب 1.7 فیصد اور 3.0 فیصد اضافہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کی رسد، طلب سے کم رہنے کی توقع ہے۔ تاہم خلیجی ممالک میں مصنوعی کھاد کی پیداوار شروع ہونے سے رسد میں بین الاقوامی رکاوٹیں 2010ء کے بعد سے دور ہونے لگیں گی۔

مصنوعی کھاد کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ بھی تشویش ناک ہے (دیکھئے **باکس 2.4**)۔ زرعی شعبے میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے کاشت کاروں کو ان روزافزوں قیمتوں سے تحفظ دلانے کی ضرورت ہے۔ چھوٹے کسان چونکہ زیادہ خطرہ مول نہیں لے سکتے اور زرعی خام مال میں بڑی سرمایہ کاری بھی نہیں کر سکتے لہٰذا مصنوعی کھاد کی قیمتیں اگر اسی طرح بڑھتی رہیں تو خدشہ ہے کہ ان کا استعمال مزید کم ہو جائے گا۔ ایسا ہونے سے پیداوار گھٹ جائے گی، اور معدنی اجزا کے غیر موزوں مرکب کے ممکنہ استعمال کی وجہ سے زمین کی کوالٹی خراب ہو جائے گی۔

2.1.4 زرعی قرضے

زرعی قرضوں کی تقسیم مثبت رجحانات کے ساتھ جاری رہی۔ جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دوران مجموعی طور پر 157.6 ارب روپے کے زرعی قرضے تقسیم کیے گئے جس میں سال بسال 34.9 فیصد اضافہ پایا جاتا ہے (دیکھئے **جدول 2.5**)۔ زرعی قرضے کے ذیلی شعبے کھیت (farm) کو دیے گئے قرض کی رقم بڑھنے کی ایک وجہ مصنوعی کھاد اور کیڑے ماردواؤں کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ ہے۔ کھیت سے باہر (non-farm) استعمال ہونے والے قرضے کی تقسیم میں بھی اضافہ دیکھا گیا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کمرشل بینک کے قرضوں میں زیادہ تو جہ پیداواری قرضوں پر دی جاتی ہے، جبکہ زراعت سے مخصوص بینک ترقیاتی مقاصد کے لیے قرضوں میں تعاون کر رہے ہیں۔ یہ بات جولائی تا اپریل مالی سال 2008 کے اعداد و شمار سے بھی ظاہر ہے کہ زرعی ترقیاتی بینک کے ترقیاتی قرضوں میں ہونے والے اضافے نے کمرشل بینکوں کے ان مخصوص قرضوں میں ہونے والی کمی کا اثر جزوی طور پر ختم کر دیا۔ پیداواری

10 ایف اے او ورلڈ فرٹیلائزر ٹرینڈ اینڈ آؤٹ لک 12-2011ء۔

جدول2.5: زرعی قرضہ (جولائی تا اپریل)

ارب روپے

	تقسیم		فیصد تبدیلی		واپسی		فیصد تبدیلی	
	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء
کمرشل بینک	**72.5**	**107.8**	**11.7**	**48.6**	**67.1**	**102.8**	**26.4**	**53.2**
پانچ بڑے کمرشل بینک	54.5	74.3	3.5	36.1	52.7	74.7	21.5	41.5
ملکی نجی بینک	17.9	33.5	47.1	86.9	14.3	28.1	48.8	96.2
تخصیصی بینک	**44.3**	**49.7**	**20.7**	**12.2**	**39.8**	**45.2**	**16.6**	**13.3**
زرعی ترقیاتی بینک	38.8	45.7	19.6	17.8	35.6	40.9	19.8	14.7
پنجاب پرونشل کوآپریٹو بینک	5.4	3.9	29	-27.1	4.2	4.2	-1.2	1.0
مجموعی	**116.8**	**157.5**	**14.9**	**34.8**	**106.9**	**148.0**	**22.8**	**38.4**
	پیداواری قرضے		**فیصد تبدیلی**		**ترقیاتی قرضے**		**فیصد تبدیلی**	
	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء	م س07ء	م س08ء
کمرشل بینک	**63.6**	**100.4**	**20.9**	**57.9**	**8.8**	**7.3**	**-27.8**	**-17.0**
پانچ بڑے کمرشل بینک	47.7	70.3	12.8	57.8	6.8	4.0	-34.1	-41.7
ملکی نجی بینک	15.9	30.1	53.4	88.9	1.9	3.3	10.1	70.4
تخصیصی بینک	**38.5**	**41.9**	**19.6**	**8.2**	**5.7**	**7.7**	**28.7**	**35.0**
زرعی ترقیاتی بینک	34.9	38.7	21.6	10.7	3.8	7.0	4.2	84.2
پنجاب پرونشل کوآپریٹو بینک	3.6	3.2	3	8.5	1.8	0.7	151.4	-61.1
مجموعی	**102.2**	**142.5**	**20.4**	**39.4**	**14.5**	**15.0**	**-12.6**	**3.4**

قرضے چونکہ ایک مختصر مدت کے لیے دیے جاتے ہیں اس لیے ان کی وصول یابی کی شرح نسبتاً بہتر ہے۔ کمرشل بینکوں کی وصول یابی میں بلند نمو کی بھی یہی وجہ ہے۔

2.1.5 مالی سال 2009ء میں فصلوں کے امکانات

توقع ہے کہ کاشت کار خریف کی فصلوں کے لیے زیادہ رقبہ زیر کاشت لائیں گے اور معیاری اشیا مناسب مقدار میں استعمال کریں گے اور معمول سے زیادہ محنت کریں گے تاکہ اکثر زرعی اشیا کی حالیہ بلند قیمتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس کے علاوہ رواں مالی سال کے دوران کھیت سے نامیہ آمدنی میں آنے والی بہتری بھی کاشت کاروں کا اعتماد بڑھانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں ایک عشرے سے اضافہ نہ ہونے کے برابر رہا ہے، کپاس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے تناظر میں یہ رقبہ بھی بڑھنے کا امکان ہے۔

مالی سال 2009ء کی خریف میں پانی کی قلت برقرار رہنے کا اندازہ ہے، اپریل کے دوران ہونے والی بارشوں سے کاشت کاروں کی امیدیں مستحکم ہوئی ہوں گی، مگر پیداوار میں اضافے کے لیے تصدیق شدہ بیجوں، کپاس کے تصدیق شدہ بی ٹی بیجوں[11] اور مؤثر کیڑے مار دواؤں کی

[11] Bacillus Thuringiensis۔

دست یابی بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح خریف کی دوسری بڑی فصلوں گنا اور چاول کی پیداوار بھی بڑی حد تک مون سون بارشوں، نہری پانی کی دست یابی اور ضروری اشیا کے کارگر استعمال کی مرہون منت ہوگی۔

2005ء کے بعد سے کپاس کی فصل پر میلی بگ (mealy bug) کا حملہ ہوتا آیا ہے جس سے کپاس کی مقدار اور معیار دونوں بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔[12] اس خطرے سے نجات پانے کے لیے تمام وابستہ عناصر کو جلد از جلد توجہ دینی ہوگی (دیکھئے **باکس 2.5**)۔ مالی سال2008ء میں ''سی ایل سی وی'' اور میلی بگ کی آفت نے کپاس کی مجموعی پیداوار کا تقریباً16.4 فیصد (اندازاً2.1 ملین گانٹھیں) ضائع کردی تھیں۔

باکس2.5: پاکستان کی زراعت کو مخصوص سنڈی سے خطرہ اور اس کا تدارک[13]

گلابی سنڈی ([pink hibiscus mealy bug-PHM- *Maconellicoccus hirsutus*[Green]) پاکستان کی زراعت کے لیے ایک نیا اور سنگین خطرہ ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی سنڈی ہے جس کی لمبائی ایک انچ کا پانچواں حصہ ہوتی ہے۔ شکل وصورت کی بنا پر اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اس کے انڈے پورے موسم سرما میں پودوں کے تنے، مٹی، تنوں میں پائے جانے والے خلا یا دراڑ میں اور چرمرائے پتوں میں جمع رہتے ہیں۔ یہ انڈے شروع شروع میں نارنجی رنگ کے ہوتے ہیں تاہم پختہ ہو کر چٹخنے سے پہلے یہ گلابی ہوجاتے ہیں۔ یہ ovisac سے رینگ کر، ہوا کے زور سے یا پھر چیونٹیوں کے ذریعے اِدھر اُدھر پھیل جاتے ہیں۔ لاروے پرورش پا کر تقریباً30 دنوں میں بالغ ہوجاتے ہیں۔ اس کیڑے کی بلوغت کا عرصہ (life cycle) 24 سے 30 دن ہے۔ مادہ سنڈی ایک جھول میں 500 سے 600 انڈے سال بھر میں 10 سے 15 بار دیتی ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں 300 سے زائد اقسام کے پودے اور فصلیں اس کیڑے کے حملے کی زد میں ہیں، ان پودوں اور فصلوں میں چاول، گنا، کپاس، پپیتا، ستارہ پھل (carambola)، ایووکیڈو، نارنگی، شریفہ، آم، بریڈ فروٹ، سنہرا سیب، چیری، آلوچہ، امرود، پھلی (pigeon pea)، پیشن (passion) فروٹ، انگور، کیلا، ٹماٹر، کھیرا، کدو، کالی مرچیں، بھنڈی، اروی، بند گوبھی، لوبیے، اسکواش سبزی (squash)، پھولوں میں آرائشی ہبس کس (hibiscus)، بوگن ویلا (bougainvillea)، کروٹن، دودھ سوگری (oleander)، الامانڈا، اکسورا (ixora)، اینتھوریم (anthurium)، جنجر للّی، ہیلی کونیا (heliconia)، شیفلیرا (schefflera)، لانتانا (lantana)، فیکس (ficus)، سی گریپ (seagrape)، اور دیگر بہت سے جھاڑی دار پودے شامل ہیں۔

گلابی سنڈی پودے کے رس پر پلتی ہے اور ایسے زہریلے مادے خارج کرتی ہے جو پتوں کو خراب کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں چرمرا کر خشک کردیتے ہیں، اس سے پھل بننے کا عمل متاثر ہوتا ہے اور پیداوار بے حد کم رہ جاتی ہے۔ سطح زمین سے تھوڑا ہی نیچے پائی جانے والی جڑوں پر بھی، بالخصوص جہاں جڑ اور تنا مل رہے ہوتے ہیں، گلابی سنڈی حملہ کرتی ہے۔ جڑوں میں پائی جانے والی گلابی سنڈی کپاسی اون سے مشابہ بُنے ہوئے ریشوں کے تھیلوں میں انڈے دیتی ہے۔ یہ سنڈی پودوں کی سطح پر ایک میٹھا مواد بڑی مقدار میں خارج کرتی ہے، اس مواد کی وجہ سے چیونٹیاں اور سیاہ پھپھوندی وہاں جمع ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ چیونٹیوں پر کنٹرول طفیلیوں کو دوسرے پودوں تک پھیلنے سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ طفیلیے ہوا کے ذریعے اڑ کر یا کپڑوں یا جانوروں کے بالوں پر چپک کر بھی منتقل ہوسکتے ہیں۔ گلابی سنڈی کسی علاقے میں پہنچ جائے تو بہت تیزی سے پھیل سکتی ہے۔ مصر میں یہ سنڈی 1912ء میں برصغیر سے پہنچی اور 1984ء میں یہ ہوائی میں تھی۔ 1990ء کی دہائی میں یہ گرینیڈا، ٹرینی ڈاڈ اور سینٹ کٹس میں پائی گئی اور کیریبین کے دوسرے جزائر تک پھیل گئی جہاں اس نے اقتصادی اہمیت کی بہت سی فصلوں پر حملہ کیا۔ اس وقت یہ سنڈی وسطی اور شمالی افریقہ، بھارت، پاکستان، شمالی آسٹریلیا، اور جنوب مشرقی ایشیا میں مستحکم طریقے سے پھیلی ہوئی ہے۔ پاکستان میں اس کی نمایاں موجودگی 2006ء میں گجرات میں کپاس کی فصل پر دیکھنے کو ملی، اس کے بعد یہ 2007ء میں پنجاب، اور کپاس کی پیداوار والے ملحقہ شمالی علاقوں تک پھیل گئی۔ کپاس پیدا کرنے والے اکثر دیگر ملکوں میں بھی اس کی آبادی بڑھنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ کپاس کی پیداوار والے تمام بڑے اضلاع میں مالی سال 2008ء کے دوران اس سنڈی نے کپاس کی فصل کو بری طرح متاثر کیا۔ اگر حفاظتی اقدامات نہ کیے گئے تو ایسا ہی یا اس سے بھی شدید نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔

گلابی سنڈی سے متاثرہ پودے میں درج ذیل میں سے ایک یا اس سے زائد علامات پائی جاسکتی ہیں: (1) چرمرائے یا مُڑے ہوئے پتے اور کونپلیں وغیرہ، (2) گچھے کی صورت میں بند پتے، (3) مسخ یا موٹی کونپلیں، (4) شگوفوں، تنوں، پھل، اور جڑوں پر سفید روئیں دار مواد، (5) شہد جیسے مادے کے ساتھ سیاہ پھپھوندی اور چیونٹیوں کی موجودگی، (6) بن کھلے پھول جو اکثر مُرجھا کر

---

[12] پاکستان میں کپاس کی فصل پر اس کی نمو کے عرصے میں حملہ کرنے والے کیڑوں کی تعداد 96 سے ڈیڑھ سو کے درمیان ہے۔ ان کے حملے سے بڑی تعداد میں (مربع) کونپلیں، نرم شاخوں کے سرے اور ناپختہ پھُٹیاں تباہ ہوجاتی ہیں جس سے یافت گھٹ جاتی ہے۔ اسلم اور دیگر: (2004ء): جے، ریس (سائنس) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان 22-17 :15۔ یہ کیڑے کپاس کی مقدار اور معیار دونوں کے بھاری ضیاع کا سبب بنتے ہیں، ان سے ہونے والا نقصان 39 سے 50 فیصد کے درمیان ہوتا ہے۔ چوہدری جی، کیو (1976ء) سیمینار ایسو فرٹیلائزر کمپنی لمیٹڈ، پاکستان۔ صفحہ 114 تا118۔

[13] یو ایس ڈی اے www.pakissan.com/english/advisory/mealy.bug.an.emerging.threat.to.cotton.crop.shtml اور www.bugwood.org/factsheets/mealybug.html

ختم ہوجائیں اور (7) مسخ صورت والے چھوٹے پھل۔

قابو پانے کے طریقے

☆سنڈی کے لیے جھاڑیاں پناہ گاہ کا کام دیتی ہیں، جھاڑیاں باقاعدگی سے ختم کی جانی چاہییں،

☆شدید متاثرہ پودوں کو کاٹ کر فوراً جلا دینا چاہیے اور مٹی میں موجود نا پختہ سنڈیوں کو ہلاک کرنے کے لیے زمین پر ہل چلا دینا چاہیے،

☆پانی میں اتنا صابن گھول کر متاثرہ پودے پر اسپرے کریں جتنا صابن وہ پودا برداشت کر سکے، اس سے اکثر کیڑے ختم ہو جائیں گے۔ گلابی سنڈی کو ہلاک کرنے کا یہ آسان ترین طریقہ ہے۔ انڈوں کے نئے گچھے دکھائی دیں تو اسی عمل کو دہرائیں،

☆ایک اسپرے ٹینک میں 16 لٹر پانی میں ایک چائے کا چمچہ ڈٹرجنٹ سرف اور 100 ملی لٹر نیم کا تیل ڈال کر اچھی طرح حل کر لیں۔ یہ دوا بھی اچھے نتائج دے گی۔

☆خرابی کا آغاز ہی ہوا ہو اور فصل تھوڑی سی متاثر ہوئی ہو تو Imidacloprid (120 گرام فی ایکڑ) یا Thiamethoxam کا اسپرے کیا جائے اور 5 سے 7 دن بعد اسے دہرایا جائے، بعد ازاں صاف پانی کا اسپرے کیا جائے۔ اسپرے اُس مرحلے پر کرنا سب سے زیادہ کارگر ہوتا ہے جب سنڈی رینگنے والی (crawler) شکل میں ڈھلی ہو کیونکہ وہ اس وقت زیادہ نازک ہوتی ہے اور کیمیکل کا مقابلہ نہیں کر سکتی،

☆فصل کے اگلے مرحلے پر (یعنی بوائی کے 100 دن بعد) پتوں پر Chlorpyrifos، Triazophos، Profenofos، اور Bifenthrin اسپرے کرنا مفید ہوگا،

☆Imidacloprid کے اسپرے سے قبل Chlorpyrifos کو دو لٹر فی ایکڑ کے حساب سے پودوں کی جڑوں میں ڈالنا چاہیے تاکہ وہاں سے سنڈیوں کے اثرات کو دور کیا جائے اور مٹی میں موجود ان کی آبادی کو ختم کیا جائے، اور

☆اس مسئلے کا حیاتیاتی کنٹرول (Biological control) محفوظ ترین، کم قیمت اور طویل المدت حل پیش کرتا ہے۔ اس کی حکمت عملی یہ ہوتی ہے کہ اس میں بڑی تعداد میں چھوٹی چھوٹی بھڑیں بطور parasitoids پیدا کی جاتی ہیں جو حملہ کر کے گلابی سنڈی کو ختم کر دیتی ہیں۔ گلابی سنڈی کو ہلاک کرنے والے کیڑوں کی کئی اقسام قدرتی طور پر موجود ہیں مثلاً بیر بہوٹی (labdybug) کی نسل کا Cryptolaemus montrouzieri، اور طفیلی کیڑے Anagyrus kamali اور Gyranusoidea indica۔ بھارت اور مصر میں گلابی سنڈیوں کو ہلاک کرنے میں حیاتیاتی کنٹرول خاصا کارگر رہا ہے۔ بھارت میں ان سنڈیوں کے جانی دشمن بیر بہوٹی کی نسل کے چند اور کیڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ فصلوں کی دشمن سنڈی کو ہلاک کرنے والوں کی دنیا بھر میں 21 طفیلی اور 41 حملہ آور اقسام پائی گئی ہیں۔

2.2 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں مالی سال 2008ء کی ابتدا میں معقول نمو کے جو امکانات پائے جاتے تھے وہ بجلی کے بڑھتے ہوئے بحران اور اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کے ساتھ ساتھ ملک میں تقریباً سال بھر سے جاری سیاسی افراتفری کی وجہ سے دھندلا گئے۔ اس طرح اس شعبے نے رواں مالی سال کے پہلے 9 ماہ میں محض 4.8 فیصد نمو حاصل کی جبکہ مالی سال 2007ء کے اسی عرصے میں یہ نمو 9.0 فیصد رہی تھی (دیکھیئے **جدول 2.6**)۔

بجلی کی قلت کی وجہ سے پیش آنے والی رکاوٹوں نے اشیا سازی کی سرگرمیوں پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ سب سے زیادہ اثر ذیلی شعبے دھات پر پڑا جو کہ اسٹیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے متاثر رہا۔ بجلی کی فراہمی میں بار بار تعطل اور خام مال کے بڑھتے ہوئے اخراجات سے ٹیکسٹائل اور کیمیکلز (خصوصاً کاسٹک سوڈا) کے ذیلی شعبوں کی بھی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔

اعداد و شمار کا باریک بینی سے جائزہ لینے سے پریشان کن صورتحال ابھرتی دکھائی دیتی ہے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 2008ء میں ہونے والی نمو کا بڑا سبب شکر کی پیداوار کا تیزی سے بڑھنا تھا (اگرچہ یہ پیداوار جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں نسبتاً بہتر رہی تھی)۔ شکر کے شعبے سے قطع نظر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو رواں مالی سال کے جولائی تا مارچ عرصے میں کم ہو کر صرف 3.3 فیصد تک رہ گئی (دیکھیئے **جدول 2.7**)۔ شکر

سازی کی صنعت نے مالی مشکلات اور حکومت اور کاشتکاروں کے ساتھ (کچل کاری کا سیزن شروع کرنے اور گنے کی قیمت پر) تنازع کے باوجود معقول نمو حاصل کی۔ شکر سازی میں ریکارڈ بلند نمو کا بنیادی سبب مالی سال2008ء کے دوران گنے کی شاندار فصل ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے دسمبر 2007ء میں بھاری مالی نقصانات اٹھانے کے بعد جنوری2008ء میں کچھ سنبھالا لیا،[14] تاہم یہ سنبھالا بعض وجوہ کی بنا پر عارضی ثابت ہوا:

(1) شکر سازی میں نمو جولائی تا مارچ مالی سال2008ء میں کم ہو کر 34.0 فیصد رہ گئی، جبکہ رواں مالی سال جولائی تا جنوری یہ نمو 51.6 فیصد کی شاندار سطح پر تھی۔ پالے نے گنے کی فصل کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا۔

جدول2.6: اشیاسازی کے شعبے کی منتخب اشیا کی پیداوار (جولائی تا مارچ)

فیصد نمو

	م س07ء	م س08ء
مجموعی اشیاسازی	**9.0**	**4.8**
ٹیکسٹائل	9.8	2.8
خوراک، مشروبات اور تمباکو	6.4	11.0
پٹرولیم کی صفائی	-5.2	6.0
ادویات	7.8	30.8
کیمیکلز	14.4	2.4
غیر دھاتی معدنیات	21.7	17.7
چمڑا	7.0	3.9
کاغذ اور گتا	-1.7	-5.6
ٹائر اور ٹیوب	23.6	-2.7
لکڑی	20.7	21.9
گاڑیاں	6.2	-0.2
دھات	34.3	-7.6
کھاد	-0.1	-16.9
الیکٹرانکس	12.1	-4.7
انجینئرنگ کی اشیا	18.8	19.5

ماخذ: وفاقی محکمہ شماریات

(2) فروری اور مارچ2008ء کے دوران کپاس کی درآمد میں اگرچہ خاصا اضافہ ہوا، پاکستان کی ٹیکسٹائل کمپنیاں بڑھتی ہوئی قیمتوں کی بنا پر کپاس کے حصول میں مشکلات سے دوچار رہیں۔[15] مقامی منڈی میں کپاس کی دستیابی اس عرصے کے دوران بلند نرخوں کے باعث محدود تھی۔[16] زیادہ اہم بات یہ ہے کہ امریکی اور یورپی علاقے میں سست رفتاری سے ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی پر مزید دباؤ پڑنے کا امکان ہے۔

جدول2.7: اشیاسازی کے شعبے کی ماہانہ نمو

مارچ	م س06ء	م س07ء	م س08ء
مجموعی	10.0	14.7	2.7
غذا کو نکال کر	9.8	11.6	2.3
شکر کو نکال کر	9.3	11.1	1.4
اشیاسازی کے شعبے کی مجموعی نمو			
جولائی تا مارچ	**م س06ء**	**م س07ء**	**م س08ء**
مجموعی	8.0	9.0	4.8
غذا کو نکال کر	8.2	9.6	3.5
شکر کو نکال کر	8.6	8.8	3.3

(3) خوردنی تیل/گھی کی صنعت میں فروری تا مارچ2008ء عرصے میں تیزی نہ آسکی جو بڑھتے ہوئے نرخوں کے باعث طلب میں کمی کی عکاس ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ غیر روایتی شعبے کی چیزیں روایتی شعبے کی چیزوں کے متبادل کے طور پر استعمال ہونے لگی ہیں، خصوصاً چھوٹے پیمانے کے

14 بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی نمو7.8 فیصد رہی، اس کے مقابلے میں جنوری 2007ء اور جنوری2006ء میں یہ نمو بالترتیب5.4 اور4.2 فیصد رہی تھی۔

15 فروری تا مارچ2008ء کے دوران خام کپاس کی درآمد میں فروری تا مارچ2007ء کے مقابلے میں76.4 فیصد کی نمو دیکھی گئی۔

16 فروری تا مارچ2008ء میں کپاس کی اوسط قیمت فروری تا مارچ2007ء کے مقابلے میں25.9 فیصد اور مالی سال2008ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں6.9 فیصد زائد تھی۔

دکاندار ایسا کر رہے ہیں جو تیل/گھی کی صنعت میں پائی جانے والی سست روی کا باعث ہیں۔ گھی کی صنعت اور ٹرک مالکان کے تنازع نے بھی، جو اپریل 2008ء میں ایک ہفتے سے زائد جاری رہا اور کراچی سے اندرون ملک پام آئل کی فراہمی عارضی طور پر معطل رہی، گھی/تیل کی صنعت کو متاثر کیا۔

(4) اسی طرح فروری اور مارچ 2008ء کے دوران مصنوعی کھاد کی پیداوار سست رہی، اس کی وجہ ڈی اے پی بنانے والے ایک پلانٹ کی بی ایم آر اپ گریڈیشن کی خاطر بندش تھی۔

شکل 2.4: گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور تھوک اشاریہ قیمت

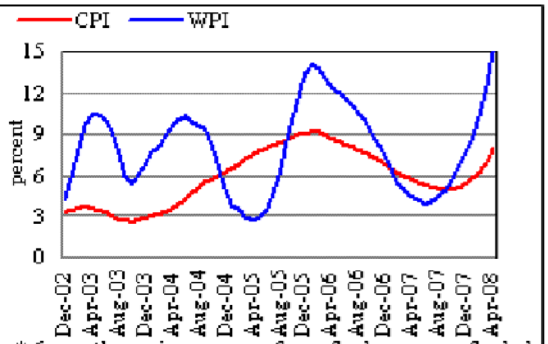

* 6-month moving average of non-food consumer & whole prices.

مزید برآں، مالی سال 2008ء کے بقیہ مہینوں میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کے سنبھلنے کا امکان نہیں۔ اہم اجناس کی بلند قیمتوں اور روپے کی قدر مارچ 2008ء کے بعد سے مسلسل گرنے کی وجہ سے اشیا سازی کی لاگت مزید بڑھ گئی۔ غیر غذائی اشیا کی تھوک قیمتیں ان اشیا کی خوردہ قیمتوں کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہیں جس سے کارپوریٹ کے لیے نسبتاً کم منافع ظاہر ہوتا ہے (دیکھئے **شکل 2.4**)۔

مؤخر الذکر عامل رواں مالی سال میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی بحالی کے امکانات کو دھندلا سکتا ہے۔ اگر اجناس کی قیمتوں کا موجودہ رجحان مزید طول پکڑتا ہے تو پیدا کنندگان (producers) کو دو میں سے ایک کو چننا ہوگا: (1) خوردہ قیمتیں متناسب طریقے سے بڑھائیں، اور/ یا (2) لاگت میں ہونے والے اضافے کا بار کسی حد تک اپنے اوپر لینے کی خاطر پیداواری صلاحیت بڑھائیں یا منافع میں کمی کو مزید برداشت کریں۔[17,18] معیشت میں موجود مجموعی طلب پر اثرات کو کم کرنے کی واحد صورت پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہے۔

ملک میں توانائی کے شعبے اور اجناس کی عالمی منڈی میں نیم بحرانی کیفیت بدقسمتی سے مستقبل قریب میں ختم ہونے کے آثار نہیں۔ چنانچہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا شعبہ کچھ عرصے تک دباؤ میں رہے گا، تاہم عالمی منڈی میں بعض اشیا (بالخصوص ایلومینیم، تانبا، جست، سیسہ وغیرہ جیسی صنعتی دھاتوں) کی قیمتوں میں اپریل 2008ء کے بعد نسبتاً کمی اگر برقرار رہی تو مقامی اشیا سازوں پر لاگت کا دباؤ کسی حد تک کم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ معیشت میں پائی جانے والی تاحال مستحکم طلب بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کو بحالی کی طرف لے جا سکتی ہے۔ مجموعی طلب میں کوئی نمایاں کمی نہیں آئی ہے کیونکہ:

17 کارپوریٹ سیکٹر کے تفصیلی حسابات ابھی موصول نہیں ہوئے، تاہم فہرستی کمپنیوں کے ابتدائی نتائج مالی سال 2008ء کے دوران ٹیکسٹائل، مصنوعی کھاد، سیمنٹ اور آٹو موبائل صنعت سمیت کئی شعبوں کی شرح منافع میں کمی کو ظاہر کر رہے ہیں۔

18 ان کے ایسا کرنے کا زیادہ امکان ہے بشرطیکہ طلب کمزور ہو یا ان کا مقصد مسابقت کرنا ہو۔ منڈیوں میں مسابقت کی سطح اضافی لاگت کا بوجھ صارفین کو منتقل کرنے کے فیصلے پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

(1) مالی سال2008ء کے اولین 9ماہ کے پورے عرصے میں مالیاتی اور جاری حسابات کے خساروں کی بگڑتی ہوئی صورتحال ملک میں مستحکم (اگرچہ معتدل) طلب کی عکاسی کرتی ہے۔

(2) جنوری تا اپریل 2008ء کے دوران تیار اشیا (سیمنٹ، کیمیکلز اور چمڑا) کی برآمد میں عمدہ نمو سے بیرون ملک ہماری مصنوعات کی مستحکم طلب کا اظہار ہوتا ہے۔[19] اور

(3) اگرچہ صنعتوں کی بڑی تعداد (15 میں سے 10) اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکی ہے، بعض صنعتوں کے نزدیک اس کا بڑا سبب غیر اقتصادی عوامل ہیں، جن میں اہم ترین عوامل رواں مالی سال میں کپاس کی خراب فصل (جس سے ٹیکسٹائل اور منسلک صنعتیں متاثر ہوئیں)، سیاسی بے چینی (بالخصوص 27 دسمبر 2007ء کے ردعمل کے واقعات میں اقتصادی نقصانات)، مرمت اور/ یا اپ گریڈیشن کے لیے بعض صنعتی یونٹوں (مثلاً پولیسٹر فائبر، کاغذ اور مصنوعی کھاد) کی بندش، اور بجلی کی قلت (مثلاً دھات کی صنعتیں وغیرہ) ہیں۔

اجناس کی بلند قیمتوں کے منفی اثرات کے باوجود بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی اگلے چند برسوں میں بحالی کی امید ہے جس کا سبب متعدد صنعتوں میں بی ایم آر/ اپ گریڈیشن کے بعد پیداواری سرگرمیوں میں متوقع اضافہ ہے۔ بہت سی صنعتوں میں مسلسل ہونے والی توسیع بھی خوش آئند ہے اور یہ معمولی سی بحالی کی امید کو تقویت دیتی ہے۔ بالخصوص کاغذ، ٹائر اور ٹیوب، پیٹرولیم کی صفائی، مصنوعی کھاد اور سیمنٹ کے شعبوں میں استعداد بڑھانے کے کئی منصوبوں پر اب بھی کام جاری ہے۔ اشیا سازی کے ملکی شعبے کے اکثر توسیعی منصوبوں کا مقصد چونکہ درآمدات پر انحصار کو کم کرنا ہے (ماسوائے سیمنٹ) اس لیے ملکی پیداوار پر ان منصوبوں کے مثبت اثرات پڑنے کا امکان ہے۔

صنعتی پالیسی کے نقطۂ نظر سے، پروسیس میں آنے والی رکاوٹیں دور کرنے سے آگے چل کر نہ صرف پیداوار بہتر ہوگی بلکہ منسلکہ صنعتوں پر سے قیمت کا دباؤ کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ غیر روایتی صنعتوں میں توسیع سے اشیا سازی کی سرگرمیوں میں تنوع بھی آئے گا۔ کسی ایک شعبے کو بحران سے دوچار ہونے کا جو خطرہ لاحق ہوتا ہے، یہ تنوع اس خطرے کو بھی گھٹائے گا۔ حالیہ برسوں میں موٹر سائیکل، انجینئرنگ مصنوعات، ادویہ سازی وغیرہ کی تیز رفتار پیداواری نمو اشیا سازی کے شعبے میں قدر اضافی میں کسی حد تک تنوع لانے میں مددگار رہی ہے۔

نئی صنعتوں پر زیادہ توجہ دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ روایتی شعبوں کی ساخت میں پائی جانے والی کمزوریوں سے صرفِ نظر کر لیا جائے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسے کفایتِ حجم کی حامل صنعتوں میں شمار کیا جائے اور اس کی سپلائی چین بہتر بنائی جائے۔ حکومت اشیا ساز اداروں کو عالمی منڈی سے مسابقت کا اہل بنانے میں اہم کردار یوں ادا کر سکتی ہے کہ پیداوار، سرمایہ کاری اور اختراعاتی صلاحیتوں میں تیکنیکی لحاظ سے بہتری لانے میں معاونت کرے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ توانائی اور انفرااسٹرکچر مہیا کرے۔ اس کے علاوہ پالیسی کا استحکام اور ٹیرف اور ٹیکسوں کا معقول سطح پر ہونا متحرک عالمی اور ملکی حالات کے مطابق صنعتی نمو حاصل کرنے کے اہم عناصر ہیں۔

19 اہم تیار اشیا کی برآمد جنوری تا اپریل 2007ء کے مقابلے میں جنوری تا اپریل 2008ء کے دوران 12.1 فیصد زائد رہی۔ اس عرصے کے دوران جن اشیا کی برآمد میں زبردست نمو دیکھی گئی ان میں سیمنٹ، کیمیکلز، بستر کی چادریں، تولیے، پیٹرولیم مصنوعات وغیرہ شامل ہیں۔

جدول2.8: شعبہ خدمات کی کارکردگی کے اظہاریے

فیصد نمو یا مذکورہ اکائی

	م س06ء	م س07ء	م س07ء جولائی تا مارچ	م س 08ء جولائی تا مارچ
تھوک یا خردہ فروشی کی تجارت				
تھوک یا خردہ فروشی کو قرضہ	8.1	-62.8	8.3	13.7
تجارت میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	126.4	46.0	57.0	15.1
درآمدات	38.8	6.9	8.4	25
تجارتی حجم (درآمدات و برآمدات)	28.7	5.5	6.4	19.3
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات				
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کو قرضہ	-50.9	48.3	22.2	5.0
خام پٹرولیم کی درآمدات	76.6	-4.9	-7.0	32.2
کمرشل گاڑیوں کی پیداوار (جولائی تا فروری)	16.1	7.9	3.7	2.5
ٹیلی ڈینسٹی (فیصد آبادی)	26.3	44.1	-	56.7
سیلولر ڈینسٹی (فیصد آبادی)	22.2	39.9	-	52.2
کے پی ٹی میں سامان کی آمدورفت	11.1	-5.6	-9.4	23.5
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	267.8	-0.5	35.0	-29.3
مالیات اور بیمہ				
کمرشل بینکوں کا منافع	24*	0.6*	-23.7 **	-34.4 **
مالیاتی کاروبار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	22.2	182.6	162.2	-2.1
نظم عامہ اور دفاع				
نظم عامہ و دفاع پر مالیاتی اخراجات	14.3	3.3	-3.5	14.7
معاشرتی و ذاتی خدمات				
معاشرتی و ذاتی خدمات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	162.5	23.8	39.1	12.2
خدمات میں مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	181.5	27.4	59.5	-19.0

* اعداد و شمار کیلنڈر سال کے ہیں۔

** اعداد و شمار چوتھی سہ ماہی کے ہیں۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے مقامی شعبے کو تیکنیکی ترقی کی وجہ سے آنے والی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے نئی مہارتیں درکار ہیں۔ اسے پیداواری صلاحیت میں مطلوبہ بہتری تک پہنچنے کے لیے ایسے مستحکم تیکنیکی اداروں کی ضرورت ہے جو معیار، کوالٹی، جانچ، تحقیق اور ترقی میں اس کی معاونت کر سکیں۔ اس کے علاوہ اشیا ساز اداروں کو بجلی اور گیس کی بلا تعطل اور ہموار فراہمی اور مناسب انفرا اسٹرکچر بھی اس شعبے کی ترقی کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ ایسے شعبے جو برآمدات میں اب تک قابلِ ذکر کارکردگی نہیں دکھا سکے ہیں انہیں دستیاب امکانات کو تلاش کرنے والے اقدامات پر توجہ دینی ہوگی۔ برآمداتی منڈی کو اپنی مصنوعات متنوع بنانی ہوتی ہیں تاکہ وہ مقامی معیشت کی دشواریوں کا مقابلہ کر سکے اور چھوٹے اداروں کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہو۔

2.3 خدمات کا شعبہ

اشیا پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی مطلوبہ ہدف سے کم رہی، لیکن اس کے باوجود مالی سال2008ء کے ابتدائی نو ماہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدمات کا شعبہ سالانہ نمو کے مقررہ ہدف کو حاصل کرلے گا۔ تھوک اور خردہ فروش، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے ساتھ ساتھ نظم عامہ اور دفاع کے ذیلی شعبے میں اضافہ قدر کی نمو خدمات کے شعبے میں تیزی کا باعث بنے ہیں۔ علاوہ ازیں اقامت گاہوں کی ملکیت اور معاشرتی اور ذاتی خدمات کے ذیلی شعبوں نے بھی اس کی نمو میں مثبت کردار ادا کیا ہے۔ تاہم کمرشل بینکوں کے منافع کی سست نمو مالیات اور بیمے کے ذیلی شعبے میں نمو میں کمی کی طرف اشارہ کرتی ہے (دیکھئے **جدول 2.8**)۔

شکل 2.5: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (جولائی تا مارچ)

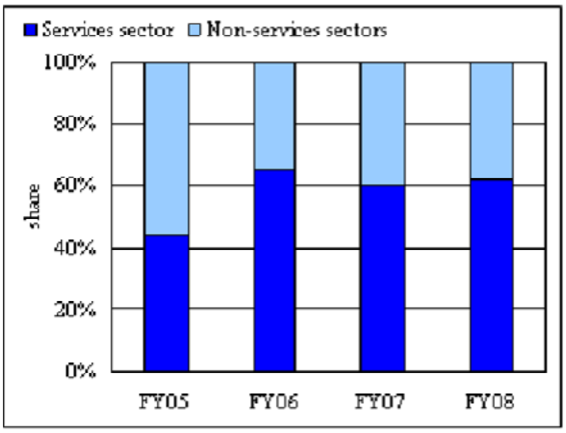

باکس 2.5: ٹیلی مواصلات میں رجحانات

پاکستان میں موبائل فون کے شعبے کی سب سے اہم کارکردگی یہ ہے کہ پچھلے سات برسوں (2001-07) کے دوران اس شعبے میں ایشیائی ممالک میں 27.4 فیصد نمو کے مقابلے میں 109.7 فیصد مرکب سالانہ نمو(CAGR) ہوئی ہے (دیکھئے **جدول 2.5.1**)۔ مواصلات کے دیگر ذرائع جیسے فکسڈ لائن، وائرلیس لوکل لوپ (WLL) اور براڈ بینڈ انٹر نیٹ سروسز (DSL)، وائی میکس فائبر ٹو دی ہوم(FTTH) میں تیزی آرہی ہے۔

تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ موبائل فون صارفین اور محاصل کے بڑھنے میں ہم آہنگی کا رجحان نہیں ہے (دیکھئے **شکل 2.5.1**)۔

موبائل فون سے حاصل ہونے والے محاصل میں کم اضافے کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

☆ زبردست مقابلے کی وجہ سے کال کی شرح میں کمی اور اس کے ساتھ ہی نئی ٹیکنالوجی کے باعث مواصلات کی لاگت میں کمی ہوئی ہے۔

☆ اکثریت میں خاص طور پر کم آمدنی والے صارفین موبائل کم استعمال کرتے ہیں۔

☆ بیشتر صارفین کے پاس ایک سے زائد کنکشن ہونے کی وجہ سے سبسکرائبر زکی تعداد اصل سے زیادہ سمجھی جاتی ہے ۔

☆ غیر فعال صارفین کی بڑی تعداد

جدول 2.5.1: موبائل سبسکرائبرز اور مرکب سالانہ نمو

	ملین			
		مرکب سالانہ نمو(فیصد)	فی100افراد	
	2001ء	**2006ء**	**2001 - 06ء**	**2006ء**
بنگلہ دیش	0.5	19.1	105.7	13.3
چین	144.8	461.1	26.1	34.8
بھارت	6.5	166.1	91	14.8
انڈونیشیا	6.5	63.8	57.8	28.3
ایران	2.1	15.4	49.1	21.8
ملائشیا	7.4	19.5	21.4	75.5
نیپال	0.0	1.2	131.8	4.2
پاکستان*	0.7	63.2	109.7	39.9
سعودی عرب	2.5	19.7	50.7	78.1
سری لنکا	0.7	5.4	52	25.9
تھائی لینڈ	7.6	40.7	40.1	62.9
ویت نام	1.3	15.5	65.4	18.2
ایشیا	341.2	1147.1	27.4	29.5

ماخذ: ورلڈ ٹیلی کیمونی کیشن انڈیکیٹرز2007ء

*اعداد و شمار2001-07ء کے ہے۔

☆ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فعال صارفین اور بیک وقت ایک سے زائد کنکشنز رکھنے والے صارفین کے بارے میں اعداد وشمار مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس صنعت کے رجحانات کا بہتر تجزیہ کیا جاسکے۔

شکل 2.5.1: سیلولر خدمات کے رجحانات

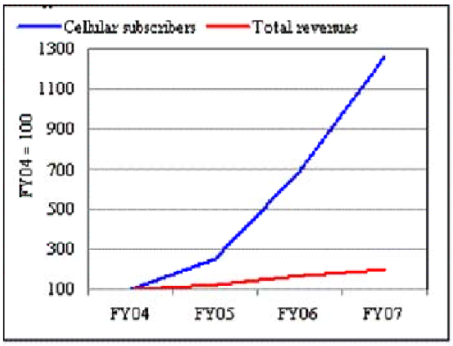

شکل 2.5.2: اوسط محاصل فی استعمال کنندہ

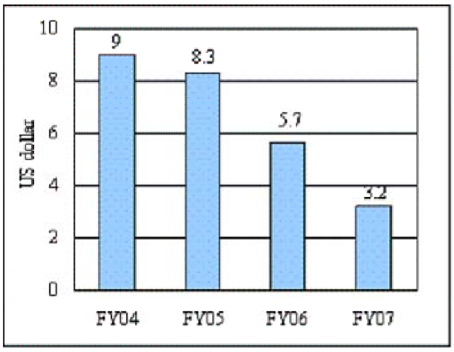

خدمات کے شعبے میں نمایاں اضافے کی اہم وجہ حالیہ کچھ برسوں میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں اس کے حصے میں اضافہ ہے (دیکھئے **شکل 2.5**)۔ مالیاتی اور مواصلات کے ذیلی شعبے میں خاص طور پر آزاد کاری اور نج کاری پالیسیوں کی مدد سے ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا ہے۔

تھوک اور خردہ فروشی کے ذیلی شعبوں میں اضافہ قدر کا دارومدار ملکی اور درآمدی اشیا کی تجارت میں تاجروں کے منافع کے مارجن پر ہوتا ہے۔ اہم فصلوں کی کم پیداوار اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی تھوک اور خردہ فروشی کی نمو میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ تاہم درآمدات میں خاصے اضافے کے پیش نظر اور چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں اضافے سے اس نقصان کی تلافی کی جاسکتی ہے۔ چونکہ درآمدات اس ذیلی شعبے میں نصف سے زیادہ اضافہ قدر کی ذمہ دار ہیں۔ اس لیے مالی سال 2008ء کے جولائی تا اپریل کے دوران درآمدات میں 28.3 فیصد نمو، جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران 8.9 فیصد تھی، اس ذیلی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد دے گی۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے ذیلی شعبے ٹیلی مواصلات اور براڈ کاسٹنگ کی اچھی کارکردگی کے باعث مسلسل فائدے میں ہیں۔ خاص طور پر پاکستان میں سیلولر ڈینسٹی میں توسیع ہوئی جس میں جولائی تا مارچ مالی سال 2008ء کے دوران 9 فیصدی درجے اضافہ ہوا ہے (دیکھئے **باکس 2.5**)۔

مواصلات کے علاوہ کراچی پورٹ ٹرسٹ میں سامان کی آمدورفت اور ذخیرہ کاری میں اضافہ ہوا ہے[20] جس سے پی آئی اے کے خسارے کے

[20] ملک کی 70 فیصد سے زائد بیرونی تجارت کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ذریعے کی جاتی ہے۔

باوجودٹرانسپورٹ اورمواصلات کے ذیلی شعبے میں جولائی تا مارچ مالی سال2008ء کے دوران نمو بڑھانے میں مدد ملی ہے۔اس عرصے میں سامان کی آمدورفت میں اضافے کی بڑی وجہ درآمدات میں اضافہ ہے۔

مالیاتی اور بیمے کے ذیلی شعبے میں نمو کی کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ 2007ء میں کمرشل بینکوں میں محض0.6 فیصد منافع ہوا جبکہ 2006ء میں یہ منافع24 فیصد تھا۔تاہم دیگر مالی اداروں میں بہتری کے امکان سے اس شعبے میں نمو کی رفتار بڑھنے میں مدد ملے گی۔

معاشرتی اور ذاتی خدمات کے ذیلی شعبے میں بہتر صورت حال کے باعث خدمات کے شعبے میں خاصی نمو ہوئی ہے اس کی وجہ حکومت کی طرف سے صحت اور تعلیم میں توجہ کے ساتھ ساتھ این جی اوز کا ملک کے معاشرتی شعبے میں تیز اور فعال کردار ہے۔اسی کے ساتھ مالی سال2008ء کے دوران نظم عامہ اور دفاع کے ذیلی شعبے میں انتخابات کے باعث بہتر نمو ہوئی۔